Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 173-183
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

وفاق المدارس سے ملحق درس نظامی کے رہائشی مدارس کے ذرائع آمدن: درپیش مسائل اور مجوزہ حل

Income Resources of Boarding Institutes Affiliated with Wifāq al-Madāris: Problems and Recommended Solutions

1. Muhammad Siddique mohammad.siddique1984@gmail.com	*Research Scholar, Bahria University, Karachi.*
2. Dr. Abdul Qadir a.qadirhashim@gmail.com	*Lecturer, Government Degree Science and Commerce College, Landhi Korangi, Karachi.*

How to Cite:	Muhammad Siddique and Dr. Abdul Qadir. 2024: "Income Resources of Boarding Institutes Affiliated with Wifāq al-Madāris: Problems and Recommended Solutions". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 173-183.
Article History:	**Received**: 17-08-2024 · **Accepted**: 15-09-2024 · **Published**: 27-09-2024

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

وفاق المدارس سے ملحق درس نظامی کے رہائشی مدارس کے ذرائع آمدن: درپیش مسائل اور مجوزہ حل

Income Resources of Boarding Institutes Affiliated with Wifāq al-Madāris: Problems and Recommended Solutions

1. **Muhammad Siddique**
Research Scholar, Bahria University, Karachi.
mohammad.siddique1984@gmail.com

2. **Dr. Abdul Qadir**
Lecturer, Government Degree Science and Commerce College, Landhi Korangi, Karachi.
a.qadirhashim@gmail.com

Abstract

Wifāq al-Madāris Al-'Arbiah Pakistan is the largest board of Pakistani Madāris and hundreds of thousands of students' studies in the madāris that are affiliated with this board. Majority of these madāris face financial problems. Applying the qualitative methodology, this study aimed to analyze the income resources of the boarding madāris affiliated with the Wifāq al-Madāris Al-'Arbiah Pakistan, their major expenses, their financial challenges and possible solutions to the faced challenges. The findings show that major income resource of these madāris is public funding and donations. Other than public donations, few madāris have some other income resources like rentals of leased *waqf* properties, profits of investments and fee collected from the students. Major expenses for these madāris include meal and accommodation for students and payments of salaries to the teachers. In some cases, construction and maintenance are the major expenses. Rising inflation and changing government policies pose challenges for these madāris. The study recommends the madāris to exercise budget estimation at the starting of each year and to increase trust of the donors it is also recommended to share yearly budget and expenses with the donors along with the academic progress, which is a missing element in many cases. Possible arrangements to resolve financial issues of madaris may also include collecting tuition fees from students who can afford it, leasing out excess land, and utilizing Sharī'ah-compliant investment opportunities.

Keywords: *Wifāq al-Madāris, Financial Problems, Income Resource, Government Policies, Sharī'ah-Compliant.*

تعارف

اسلامی تاریخ میں رہائشی تعلیمی اداروں کے قیام اور ان کے انتظام وانصرام کا ہمیشہ اہتمام کیا جاتا رہاہے۔اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کے مبارک دور میں مدرسہ صفہ کا مثالی نظام اہمیت کا حامل ہے۔اسی طرح خلافت راشدہ کے عہد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجازاور ہر اسلامی آبادی میں مکاتب قائم کئے، حضرت ابوالدرداء کو ملک شام میں دمشق کی جامع مسجد کے لئے مقرر فرمایااسی طرح درس حدیث کے حلقے بھی قائم فرمائے، اس عظیم خدمت کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کو کوفہ، حضرت معقل بن یسار، حضرت عبداللہ بن معقل، حضرت عمران بن حصین کو بصرہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملک شام میں مقرر فرمایااور ان سب معلمین کی بیت المال سے پندرہ پندرہ درہم تنخواہ بھی مقرر فرمائی۔[1] تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں تیونس

کی جامع مسجد میں جامعۃ زیتونۃ اور مصر میں جامعۃ الازہر کا قیام، پانچویں صدی ہجری میں سلطان محمود غزنوی کے دورِ حکومت میں غزنی میں عالی شان مدرسہ کا قیام، آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں مغلیہ دور حکومت کا شاہی سطح پر مساجد اور مدارس کے قیام وانتظام کا بام عروج کا خصوصی ذکر کیا جاسکتا ہے۔[2]

مستحکم برصغیر میں تعلیمی اداروں کی بہتات تھی اور لوگوں کو تعلیم وتربیت کی طرف راغب کرنے میں مدارس اور مکاتب کا بہت بڑا حصہ تھا، برطانوی سامراج کے بعد دینی مدارس پر زوال آیا اور برصغیر میں تقریباً تمام دینی مدارس بند ہو چکے تھے۔ یوں دینی مدارس کا سنہرا دور تاریخ کا حصہ بن گیا، لیکن ڈیڑھ صدی قبل علماء کرام نے مسلمانوں کی تعلیمی وتربیتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سرکاری امداد کے بغیر عوامی تعاون سے انڈیا میں یوپی کے علاقے میں ایک باقاعدہ مدرسہ قائم کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ہی عرصہ میں پورے برصغیر میں علماء کی کاوشوں اور عوامی تعاون سے مدارس کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا۔ برصغیر میں تعلیم کے شعبے میں مدارس کو اعلیٰ معیار کی تعلیم بالکل مفت یا معمولی فیس پر فراہم کرنے، مخصوص اسلامی تشخص کے قیام اور اس کی مضبوطی میں نمایاں خدمات انجام دینے میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

پاکستان میں دینی تعلیم وتربیت کے عمومی مراکز مدارس کو سمجھا جاتا ہے جن کی اکثریت مختلف تعلیمی بورڈز سے ملحق ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ان بورڈز میں سے ایک اہم بورڈ ہے۔ پاکستانی مدارس کی ایک بہت بڑی تعداد اس سے ملحق ہے جن میں رہائشی وغیر رہائشی دونوں طرح کے مدارس شامل ہیں۔ عموماً یہ مدارس مفت تعلیم فراہم کرتے ہیں جس کے لئے انہیں عوامی عطیات پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قیام 1959ء سے اگست 2021ء تک وفاق کے ساتھ ملحق مدارس کی تعداد 21,151 ہے۔ زیر تعلیم طلبہ کی تعداد 1,967,519 اور طالبات کی تعداد 1,123,180 ہے۔ مجموعی طور پر کل طلباء وطالبات کی تعداد 3,090,699 ہے جن میں سے تقریباً 7 لاکھ طلبہ وطالبات اقامتی ہیں۔ وفاق المدارس پاکستان سے اب تک فارغ التحصیل ہونے والے علماء کی تعداد 2 لاکھ 9 ہزار 6 سو 44 اور فارغ التحصیل عالمات کی تعداد 2 لاکھ 89 ہزار 6 سو 24 ہے۔[3]

زیر نظر مقالہ میں وفاق المدارس سے ملحق رہائشی مدارس کے ذرائع آمدن اور ان سے متعلقہ مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز ان مسائل کے حل کے لئے قابل عمل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ تاہم اس سے قبل برصغیر میں مدارسِ دینیہ کے قیام کے پس منظر پر مختصر نظر ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

برصغیر پاک وہند میں مدارس دینیہ کا قیام

برصغیر پاک وہند میں مدارس کے قیام کا آغاز ساتویں صدی ہجری میں اس وقت کے حکمران ناصر الدین قباچہ نے ملتان میں اچھ کے مقام پر ایک مدرسہ کی تعمیر کے ساتھ کیا۔ یہ مشہور بزرگ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمہ اللہ کا ابتدائی دور تھا جو روزانہ فجر کی نماز کے لئے اسی مدرسہ میں تشریف لے جاتے۔ اس دور میں مزید دو مدرسوں یعنی مدرسہ مغربیہ و مدرسہ ناصریہ کا ذکر بھی تاریخ میں آتا ہے۔ قباچہ نے مولانا قطب الدین کاشانی رحمہ اللہ کے ماوراء النہر سے ملتان آنے کے موقع پر ایک اور مدرسہ قائم کیا تھا جس میں مولانا کاشانی عرصہ دراز تک تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مشہور عالم دین اور مصنف قاضی منہاج سراج کے مطابق مذکورہ مدرسوں کا انتظام وانصرام بھی ناصر الدین قباچہ کیا کرتے تھے۔[4]

آٹھویں صدی ہجری تک ہندوستان میں مدارس کے قیام کا عام رواج پڑ گیا تھا چناں چہ مشہور مصری تاریخ دان علامہ تقی الدین مقریزی کی روایت کے مطابق اس وقت کے بادشاہ سلطان محمد تغلق (725ھ-752ھ) کے دورِ حکومت میں صرف دہلی میں

ایک ہزار مدرسے قائم ہوگئے تھے۔ دینی تعلیم اس قدر عام ہوگئی تھی کہ ایک عام آدمی یہاں تک کہ کنیزیں تک حافظ اور عالم ہوا کرتی تھیں۔ خود بادشاہ بھی بہت بڑے صاحب علم وفضل تھے انہیں فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی چاروں جلدیں حفظ تھیں۔ مدارس کے مدرسین اور عملے کے لئے شاہی خزانے سے وظیفے مقرر تھے اور جملہ اخراجات حکومت کی طرف سے پورے کئے جاتے تھے۔[5] سلطان محمد تغلق کے جانشین فیروز محمد تغلق (752ھ-790ھ) نے تو مدارس کی تعمیر میں جس شان کے ساتھ کردار ادا کیا تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ انہوں نے دہلی کے اندر ایک عظیم الشان مدرسہ فیروز شاہی کی تعمیر کرائی جس کی خوبصورتی، محل وقوع، عمارت کے نقش ونگار، حسن انتظام اور اعلیٰ تعلیمی کارکردگی بہت زیادہ قابل تعریف تھی۔ اس مدرسہ کا باغ کے اندر تالاب کے کنارے واقع ہونا اس کے حسن میں اضافہ کا باعث بنا۔[6] بادشاہ فیروز شاہ نے جہاں بہت سے نئے مدارس قائم کئے وہیں پرانے مدرسوں کی خوش اسلوبی کے ساتھ تجدید بھی کی۔ انہوں نے علماء وطلباء کے لئے شاہی خزانے سے وظائف بھی مقرر کئے اور جملہ اخراجات کے لئے بڑی بڑی جائیدادیں وقف کیں۔[7]

فیروز شاہ کی علمی خدمات میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے تقریبا ایک لاکھ اسی ہزار کے لگ بھگ غلاموں اور ان کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ بہت سی صنعت وحرفت کی صلاحیتوں سے بھی مالا مال کیا۔ یہ ان کا منفرد کارنامہ تھا۔[8] آٹھویں نویں صدی ہجری میں سلطان سکندر لودھی نے بہت زیادہ مدارس، سرائے اور مساجد بنائیں اور ہندوستان میں فارسی زبان کو خوب ترویج دی۔[9] شاہ جہاں کے دور حکومت میں بھی بہت سی نامور مساجد ومدارس کی تعمیر میں اضافہ ہوا، مسجد فتح پوری، مسجد اکبر آبادی تعمیر ہوئیں۔ 1649ء میں شاہ جہاں نے جامع مسجد کے جنوب میں ایک عالی شان مدرسہ "دارالبقا" کے نام سے بنوایا تھا اگرچہ یہ مدرسہ سترہویں صدی کے آغاز میں ختم ہوگیا تھا لیکن مفتی صدرالدین آزردہ نے اپنے زمانے اٹھارہویں صدی عیسوی میں اسے دوبارہ آباد کیا اور اس کے جملہ اخراجات بھی اپنے ذمہ لئے۔ اسی مدرسہ میں مولانا قاسم نانوتوی کا بھی قیام رہا اور پھر 1857ء میں مفتی صاحب کی ساری جائیدادوں پر انگریز حکومت کے قبضہ کی وجہ سے مدرسہ دارالبقا کا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ لیکن جہاں ایک طرف مغلیہ دور حکومت کے زوال کے ساتھ ساتھ مدارس پر بھی زوال آیا وہاں دوسری طرف مغلیہ دور کے اواخر میں حضرت شاہ ولی اللہ مدارس کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرتے رہے۔[10]

1857ء کے خونی انقلاب میں جب مسلمانوں کی سیاسی ساکھ ختم ہوئی تو ساتھ ساتھ دہلی کی علمی مرکزیت بھی اپنے اختتام کو پہنچی۔ ان حالات میں بے سہارا مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ کے لئے دیوبند کے مقام پر چھتہ مسجد میں مشاورت شروع ہوئی، مولانا قاسم نانوتوی اور ان کے رفقاء میں سے مولانا ذوالفقار علی، مولانا فضل الرحمٰن اور حاجی محمد عابد نے مشاورت سے طے کیا کہ اب دہلی کے بجائے دیوبند میں یہ دینی مرکز قائم ہونا چاہئے۔ چناں چہ اس غرض سے مالی تقاضے کو سامنے رکھ کر عوامی چندہ کی مہم کا آغاز کیا گیا کیوں کہ اس سے پہلے مدارس حکومتی اوقاف اور ان کی طرف سے جاری کردہ خصوصی فنڈ سے چلتے تھے۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد صرف عوامی تعاون سے رکھی گئی۔ اوقاف کے سابقہ طریقہ کی بجائے عوامی چندے کا یہ طریقہ کامیاب ثابت ہوا چناں چہ دیکھتے ہی دیکھتے عوامی چندے سے مختلف علاقوں میں مساجد ومدارس قائم ہونے لگے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی نے اس موقع پر ایک دستورالعمل تجویز فرمایا تھا جس میں کسی بھی مدرسہ کے قیام سے پہلے اس دستورالعمل پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔ اس دستور میں پہلے، دوسرے، چھٹے، ساتویں اور آٹھویں اصول میں واضح طور پر عوامی چندے کو اوقاف کا بدل تجویز کیا گیا۔

ایک مجلس شوری بنی جس کے کل سات ارکان تھے۔ مجلس شوری کے فیصلے کے مطابق آمدن وخرچ کے حسابات اور تعلیمی

امور کے نظم ونسق کے لئے حاجی عابد حسین صاحب کو مہتمم مقرر کیا گیا۔ پھر ایک سال کے بعد اہتمام کی ذمہ داری مولانا رفیع الدین صاحب کو دی گئی۔ ابتداء میں مالی ذرائع کی کمی کی وجہ سے طلباء کو قرب وجوار سے اہل علم سے کتابیں عاریۃً لے کر دی جاتی تھی لیکن پھر دارالعلوم کی طرف سے جب پورے ملک میں اپیل کی گئی تو بہت سے مطابع نے دل کھول کر کتب کا عطیہ دے کر دارالعلوم کی اعانت کی۔ ان کتابی عطیات کی برکت سے بعد میں ہر سال مختلف مکتبوں سے مزید درسی وغیر درسی کتب کا ذخیرہ ملتا گیا اور یوں آج دارالعلوم میں لاکھوں کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ ابتدائی سالوں میں دارالعلوم دیوبند بھی مالی اعتبار سے غیر یقینی کی کیفیت میں رہا ایک دفعہ چار سال تک لگاتار آمدن وخرچ کے درمیان توازن نہ رہا اور دو سال مقروض بھی ہوا، یوں مالی اتار چڑھاؤ کے ساتھ وقت گزرتا گیا۔[11]

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

18 اکتوبر سن 1958ء کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی بنیاد ڈالی گئی اور مجلس شوریٰ کا پہلا اجلاس بھی 18 اکتوبر 1958ء کو جامعہ خیر المدارس ملتان میں ہوا۔ تمام شرکاء مجلس نے اسی وقت الحاق فارم پر کیا، شوریٰ کے پہلے اجلاس میں "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کے پہلے صدر علامہ شمس الحق افغانی، نائب صدر اول مولانا خیر محمد، نائب صدر دوم مولانا یوسف بنوری اور ناظم اعلیٰ مولانا مفتی محمود منتخب ہوئے۔ مولانا خیر محمد اور مولانا مفتی محمود کی مشاورت سے مولانا مفتی محمد عبد اللہ کو وفاق کا پہلا خازن مقرر کیا گیا۔[12]

وفاق المدارس کے موجودہ صدر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، سینئر نائب صدر مولانا انوار الحق اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحقہ اکیس ہزار چار سو باون (21452) مدارس وجامعات مع شاخ کام کر رہے ہیں اور اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ان مدارس میں ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار آٹھ سو تیرہ (166813) اساتذہ کرام خدمات انجام دے رہے ہیں، زیر تعلیم طلبہ کی تعداد انیس لاکھ سڑسٹھ ہزار پانچ سو انیس (1,967,519) اور طالبات کی تعداد گیارہ لاکھ تئیس ہزار ایک سو اسی (1,123,180) ہے، مجموعی طور پر کل طلباء وطالبات کی تعداد تیس لاکھ نوے ہزار چھ سو ننانوے (3,090,699) ہے جن میں سے تقریباً 7 لاکھ طلبہ وطالبات اقامتی ہیں۔ وفاق المدارس پاکستان سے اب تک فارغ التحصیل ہونے والے علماء کی تعداد 2 لاکھ 9 ہزار 6 سو 44 اور فارغ التحصیل عالمات کی تعداد 2 لاکھ 89 ہزار 6 سو 24 ہے۔ وفاق المدارس سے ملحقہ صوبہ وار اور درجہ وار تعداد درج ذیل ہیں:

نام صوبہ	تحفیظ	تجوید	ابتدائیہ	متوسطہ	ثانویہ	عالیہ	عالمیہ	میزان	شاخ	کل تعداد
اسلام آباد	120	0	0	6	43	26	71	268	39	**307**
بلوچستان	346	7	2	315	705	198	330	1903	106	**2009**
پنجاب	3125	14	2	128	1179	309	1453	6210	1911	**8121**
خیبر پختونخواہ	1401	20	3	114	1741	728	2078	6085	941	**7026**
سندھ	1320	5	9	125	537	153	640	2789	766	**3555**
آزاد کشمیر	99	0	0	10	45	13	71	238	77	**315**
گلگت بلتستان	32	0	0	1	23	13	25	94	25	**119**
میزان	**6445**	**46**	**16**	**699**	**4273**	**1440**	**4668**	**17587**	**3865**	**21452**

اقامتی اور غیر اقامتی طلبہ وطالبات کی صوبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:

نام صوبہ	اقامتی طلبہ	غیر اقامتی طلبہ	میزان	اقامتی طالبات	غیر اقامتی طالبات	میزان	کل تعداد
اسلام آباد	15031	12728	27759	2860	10207	13067	**40826**
بلوچستان	98486	174471	272957	2475	59527	62002	**334959**
پنجاب	176444	337232	513676	71925	274439	346364	**860040**
خیبر پختونخواہ	175288	475826	651114	34822	395561	430383	**1081497**
سندھ	105372	294997	400369	4957	218459	223416	**623785**
آزاد کشمیر	6973	9244	16217	2851	7778	10629	**26846**
گلگت بلتستان	3639	4064	7703	1272	3765	5037	**12740**
میزان	**581233**	**1308562**	**1889795**	**121162**	**969736**	**1090898**	**2980693**

وفاق المدارس کے تحت سب سے پہلے عالیہ کا امتحان 1960ء میں منعقد ہوا اور تدریجاً مختلف درجات کے امتحانات وفاق المدارس کے تحت ہونے لگے۔1960ء سے 2021ء تک وفاق المدارس کے امتحانات میں شرکاء کی تعداد 53 لاکھ 25 ہزار 5 سو 15 ہے۔یونی ورسٹی گرانٹس کمیشن نے 17 نومبر 1982ء کو "وفاق المدارس" کی فائنل ڈگری "شہادۃ العالمیہ" کو حوالہ نمبر 4-8/128/Acad کے تحت ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا ہے۔[13]

دینی مدارس کے ذرائع آمدن

ابتدائی دور کے مدارس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ذرائع آمدنی کی تین صورتیں تھیں:

- بادشاہوں اور امراء کے قائم کردہ مدارس: یہ وہ مدارس تھے جو بادشاہوں یا ان کے وزیروں یا عام امیر لوگوں کے تعاون سے اپنے اخراجات پورے کرتے تھے۔نظام الملک طوسی جو صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ عالم فاضل بھی تھے علماء اور صلحاء کی بہت قدر اور ان پر بہت زیادہ خرچ کرتے تھے۔ابن اثیر بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہاں پر معلمین ومدرسین کے لئے تنخواہوں کے علاوہ طعام وقیام کا بھی مفت انتظام تھا۔ابن الجوزی کے مطابق نظام الملک نے دیگر علاقوں میں بھی مدرسہ نظامیہ کی شاخیں قائم کی تھیں جن کے اخراجات کی تکمیل کے لئے مختلف شہروں میں اوقاف قائم کئے تھے۔
- مخیر علماء کے قائم کردہ مدارس: یہ وہ مدارس تھے جو صاحب ثروت علماء کرام نے قائم کئے تھے، یہ علماء کرام درس وتدریس کے ساتھ ساتھ اپنی استطاعت کے مطابق مال بھی خرچ کرتے تھے۔مثلاً شافعیہ کے امام ابن فورک (متوفی 1015ء) نے نیشاپور میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا، امام عبد العزیز بن احمد الحلوائی البخاری (متوفی 448ھ) نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس کے تمام اخراجات حلوہ بیچ کر پورا کرتے تھے۔اس زمانے میں بہت سارے علماء کرام نہ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی سے اپنے اخراجات پورا کرتے تھے بلکہ درس وتدریس بھی بغیر معاوضہ کے کیا کرتے تھے۔

- عوام کے قائم کردہ مدارس: مدارس کی تیسری قسم وہ تھی جو کہ مسلمانوں نے اپنے اپنے علاقوں میں اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے قائم کئے تھے جس کے تمام اخراجات مدرسین کے مشاہرہ، طلباء کرام کے طعام وقیام کے انتظامات وغیرہ وہ عام چندوں سے پورا کرتے تھے۔[14]

جناب محی الدین قادری نے پاکستان کے دینی مدارس کے ذرائع آمدن میں سے مختلف ممالک سے موصول شدہ مالی تعاون کو بھی شمار کیا ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق سروے نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ صرف صوبہ پنجاب کے بہت سے مدارس اسکالر شپ اور غیر ملکی مالی تعاون وصول کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ پاکستان کی وزارت داخلہ کے مطابق پنجاب میں 147 مدارس کو سعودی عرب، قطر، ایران، متحدہ عرب امارات، کویت اور عراق سے مالی تعاون موصول ہوا۔ ان کے مطابق مدارس کو غیر ملکی مالی تعاون سے استفادہ کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ ملکی سطح پر ان کے اپنے ذرائع آمدن غیر یقینی اور ناکافی ہیں۔ آخر میں اپنی تجاویز اور اقدامات میں انہوں نے مدارس کے لئے موجودہ ذرائع آمدن کے متبادل پر کام کرنے کی ضرورت کا ذکر کیا ہے۔[15]

آمدن کے حوالے سے مدارس کو درپیش مسائل

دیگر کامیاب تحریکوں، تنظیموں یا کاروبار کی طرح دینی مدارس کو بھی مالی وسائل درکار ہوتے ہیں۔ اساتذہ کی تنخواہوں اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی رقم درکار ہوتی ہے۔ اس مالی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مستقل بنیادوں پر دیرپا اور پائیدار ذرائع آمدن کی ضرورت ہے جس کی تقریباً تمام ہی مدارس میں کمی محسوس ہوتی ہے۔ مدارس عموماً عوامی چندہ پر انحصار کرتے ہیں لیکن نائن الیون کے واقعہ کے بعد زیادہ تر مدارس مالی عدم استحکام کا شکار اور ہر سال بہت سے مدارس قرض میں ڈوب جاتے ہیں جس کی ادائیگی کے لیے رمضان مہم کا انتظار کرتے ہیں۔ رمضان کے چند ماہ بعد، وہ دوبارہ قرض میں گھر جاتے ہیں اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

مدارس کے موجودہ ذرائع آمدنی میں عوامی چندہ کا تناسب

وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے درس نظامی کے ملحقہ مدارس بنیادی طور پر دارالعلوم دیوبند کے ماڈل پر کام کرتے ہیں جس کی بنیاد عوامی چندہ پر رکھی گئی تھی۔ پس یہ امر تو تقریباً پہلے ہی طے شدہ تھا کہ جن مدارس کا زیر نظر تحقیق میں مطالعہ کیا جارہا ہے وہ عوامی چندہ سے ضرور مدد حاصل کرتے ہیں۔ البتہ یہ امر قابل تحقیق سمجھا گیا کہ ان مدارس کے ذرائع آمدن میں عوامی چندہ کا تناسب کتنا ہے؟ اس حوالہ سے شرکاء تحقیق کے سامنے تین دائرے رکھے گئے:

1. دس سے پچاس فیصد۔
2. پچاس سے اسی فیصد۔
3. اسی فیصد سے زیادہ۔

تحقیقی مطالعہ میں شریک مدارس کے منتظمین کی اکثریت کا اس حوالہ سے کہنا تھا کہ ان کے مدارس کے ذرائع آمدن میں عوامی چندہ کا تناسب اسی فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ مدرسین کی اکثریت کا بھی یہی کہنا تھا کہ مدارس کے ذرائع آمدن میں عوامی چندہ اسی فیصد یا اس سے زیادہ ہوتا ہے، البتہ بعض مدرسین کی رائے میں یہ تناسب پچاس سے اسی فیصد کے درمیانی دائرے میں بتایا گیا۔

تحقیقی مطالعہ میں شامل مدارس کے معاونین کا رجحان بھی یہی نظر آیا۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مدارس کو حاصل ہونے والی آمدنی کا اسی فیصد یا اس سے بھی زیادہ حصہ عوامی چندہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس مطالعہ میں شامل مدارس کے شعبہ مالیات میں کام کرنے والے حضرات کے جوابات بھی مذکورہ بالا امر کی تصدیق کرتے نظر آئے۔

عوامی چندہ کے علاوہ مدارس کے دیگر ذرائع آمدن

بعض مدارس کے پاس وقف شدہ زمینیں ہیں جن سے کرایہ یا فصلوں وغیرہ کی شکل میں آمدن ہو جاتی ہے۔ ایسے مدارس بھی ہیں جنہوں نے اسلامی اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری کی ہوئی ہے جس سے انہیں ماہانہ، سالانہ، قصیر مدتی یا طویل مدتی منافع بطور آمدن مل جاتا ہے۔ چند مدارس کے بارے میں یہ سامنے آیا کہ انہوں نے جزوی طور پر طلبہ سے فیس وصولی کا سلسلہ بھی رکھا ہے، جو اگرچہ بہت محدود، لیکن معمولی ہی سہی بہر حال ایک ذریعہ آمدن کے طور پر موجود ضرور ہے۔

عوامی چندہ وصولی کے مختلف انداز

یقیناً مدارس کے ذرائع آمدن میں عوامی چندہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے، البتہ اس کی وصولی کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں، مثلاً: چندہ باکس کے ذریعہ وصولی، خصوصی تعاون کی شکل میں، سفراء کے ذریعہ چندہ کا حصول، خاص خاص مواقع پر چندہ مہم جیسے رمضان یا عیدین وغیرہ۔ ان میں سے کچھ ذرائع ایسے ہیں کہ جن میں سماجی اعتبار سے کسی بڑی خرابی کا اندیشہ نہیں لیکن کچھ ذرائع ایسے بھی ہیں جن کے سماجی نتائج مدارس کے تشخص کو متاثر کر سکتے ہیں۔ بہر حال شرکاء تحقیق میں سے بعض نے بتایا کہ ان کے مدرسہ میں صرف رمضان المبارک میں عمومی چندہ کی مہم چلائی جاتی ہے۔ بعض کا کہنا تھا کہ صرف عید الاضحیٰ کے موقع پر کھالوں کی صورت میں تعاون وصول کیا جاتا ہے جب کہ بعض نے خصوصی تعاون اور چندہ وصولی بذریعہ سفراء کا بھی ذکر کیا۔ کئی شرکاء تحقیق نے عوامی چندہ وصولی کے حوالہ سے کئے جانے والے سوالات کا جواب دینے سے معذرت بھی کی۔

چندہ وصولی بذریعہ سفراء

یہ بات مشاہدہ میں آتی رہتی ہے کہ مختلف مواقع پر چند حضرات خود کو کسی مدرسہ کا سفیر ظاہر کرتے ہوئے لوگوں سے چندہ کی اپیل کرتے ہیں۔ ان کی شخصیت بعض اوقات ظاہری طور پر مناسب اور بعض اوقات غیر مناسب بھی نظر آ رہی ہوتی ہے۔ نیز ان کا انداز بھی بعض اوقات مدارس کے وقار میں کمی کا ذریعہ بنتا محسوس ہوتا ہے۔ چندہ وصولی بذریعہ سفراء کی اسی حساس نوعیت کی وجہ سے شرکاء تحقیق کے سامنے چند مزید سوالات رکھے گئے تھے جن کے ذریعہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ آیا کراچی کے مدارس بذریعہ سفراء چندہ وصولی کرتے بھی ہیں یا نہیں؟ اگر بذریعہ سفراء چندہ وصولی کرتے ہیں تو کیا مدارس کی طرف سے ان سفراء کو کوئی ادائیگی بھی کی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ادائیگی کی جاتی ہے تو اس میں کن کن مصارف کے لئے ادائیگی شامل ہوتی ہے؟ کیا کسی کمیشن وغیرہ کی ادائیگی کا بھی کوئی سلسلہ ہوتا ہے؟ وغیرہ۔ حاصل شدہ ڈیٹا یہ بتاتا ہے کہ کراچی کے اکثر مدارس میں سفراء کے ذریعہ چندہ وصولی کا معمول نہیں۔ جن چند شرکاء کی طرف سے یہ جواب حاصل ہوا کہ وہ جس ادارہ سے وابستہ ہیں اس ادارہ میں بذریعہ سفراء بھی چندہ وصولی کی جاتی ہے، انہوں نے یہ بتایا کہ سفراء کے تمام سفری اخراجات کی ادائیگی ادارہ کی طرف سے کی جاتی ہے۔ البتہ کسی بھی شریک سے حاصل شدہ جواب میں اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکی کہ سفراء کو جمع شدہ چندہ میں سے کوئی کمیشن دیا جاتا ہے یا نہیں؟

مدارس کے بڑے اخراجات

اداروں کو مختلف مدات میں رقم کی ضرورت پڑتی رہتی ہے جن میں کچھ کم اور کچھ زیادہ اخراجات کے حامل ہوتے ہیں۔ چند اخراجات ایسے بھی ہوتے ہیں جو دیگر اخراجات کے مقابلہ میں مرکزی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ سے ملحق کراچی کے مدارس کو بھی مختلف مدات میں اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ مدرسہ کے منتظمین حضرات کے مطابق بڑے بڑے اخراجات

میں طلبہ کے طعام و قیام اور اساتذہ کرام کی تنخواہوں کے اخراجات بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ مدرسین و معاونین نے تعمیراتی و مرمتی کاموں کو بھی بڑے بڑے اخراجات کی فہرست میں شامل کیا۔ چند مدرسین نے مدرسہ میں ہونے والے مختلف پروگراموں اور تقریبات کے بارے میں ذکر کیا کہ ان پر بھی خاصے اخراجات آتے ہیں۔ کئی جواب دہندگان نے بجلی گیس کے بلوں میں ہونے والے اضافہ کے بعد ان کو بھی بڑے اخراجات کی فہرست میں شامل کیا۔

سالانہ بجٹ کا تخمینہ

دنیا کے پیشہ ورانہ اداروں میں ہر مالی سال کے آغاز سے قبل پورے سال میں پیش آنے والے مختلف مدات کے اخراجات کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ یہ عمل اداروں کو سالانہ مالی منصوبہ بندی میں مدد فراہم کرتا ہے اور فنڈز کی کمی کی صورت میں غیر ضروری یا کم ضروری اخراجات میں کٹوتی کرنا آسان کرتا ہے۔ کراچی کے وفاق المدارس سے ملحق درس نظامی کے رہائشی مدارس اس طرح کا سالانہ مالی تخمینہ لگاتے ہیں یا نہیں اس حوالہ سے زیر نظر مطالعہ میں درج ذیل معلومات حاصل ہوئیں:

- شرکاء تحقیق میں سے ستر فیصد کے قریب شرکاء کا جواب اس حوالہ سے نفی میں ملا۔
- تیس فیصد کا جواب اثبات میں ملا جن کا یہ ماننا تھا کہ وہ جن اداروں سے وابستہ ہیں ان میں ہر سال کے آغاز سے قبل اس طرح تخمینہ لگانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مدرسہ کی سالانہ کارکردگی کو سامنے لانا

اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں یہ بات عام معمول ہے کہ وہ اپنی کارکردگی لوگوں کے سامنے لاتے ہیں جس سے انہیں اپنے ادارے کی تشہیر کے علاوہ بعض اوقات کچھ تعاون کرنے والی شخصیات یا اداروں سے مالی تعاون بھی مل جاتا ہے حالاں کہ یہ تعلیمی ادارے بنیادی طور پر عوامی چندوں سے نہیں چلتے بلکہ باقاعدہ فیس لیتے ہیں۔ مدارس تو عموماً چندہ ہی سے اپنے اخراجات پورے کر رہے ہوتے ہیں ان کے لئے تو ملک و قوم کے لئے اپنی اچھی اور مفید کارکردگی سامنے لانا اور بھی زیادہ اہم ہے۔ اسی تناظر میں زیر نظر مطالعہ کے شرکاء سے بھی سوال کیا گیا۔

حاصل شدہ جوابات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مدارس اپنی کارکردگی کو موثر طریقہ سے سامنے لانے کو ویسی اہمیت نہیں دیتے جیسی اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں دیتی ہیں۔ اگرچہ مطالعہ میں شریک چند شرکاء نے یہ بتایا کہ وہ جن اداروں سے وابستہ ہیں وہاں اس عمل کو اہمیت دی جاتی ہے اور باقاعدہ سالانہ کارکردگی رپورٹ تیار کرنے اور متعلقہ لوگوں یا اداروں کے سامنے پیش کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ذرائع آمدن کے حوالہ سے پیش آنے والے چیلنجز اور مشکلات

زیر نظر تحقیقی مطالعہ اس مفروضہ پر منعقد کیا گیا تھا کہ وفاق المدارس سے ملحق بہت سے مدارس کو مالی حوالہ سے مشکلات کا سامنا رہتا ہے جن کا مناسب حل ہونا چاہئے۔ اس مفروضہ کی تصدیق کے لئے مطالعہ میں شریک جواب دہندگان سے سوالات کئے گئے۔ شرکاء کی اکثریت اس بات پر تقریباً متفق نظر آئی کہ مدارس کو کچھ عرصہ سے نسبتاً زیادہ مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ اس کی وجوہات جاننے کی کوشش کی گئی تو عموماً مہنگائی کی تیزی سے بڑھتی ہوئی شرح کا ذکر کیا گیا۔ بعض حضرات نے کسی خاص وجہ کی تعیین کرنے سے گریز بر تا جب کہ بعض حضرات نے حکومتی پالیسیوں کو بھی ممکنہ وجوہات میں شامل کیا۔

مالی مشکلات سے نمٹنے کے لئے ممکنہ حل

وفاق المدارس سے ملحق درس نظامی کے رہائشی مدارس کو ذرائع آمدن کے حوالہ سے جن مختلف مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ان سے نمٹنے کے لئے مناسب حل کی تلاش وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ ان مدارس سے مختلف حیثیتوں میں وابستہ لوگ اپنے طور پر ان مشکلات کے کیا ممکنہ حل سوچتے ہیں۔ زیر نظر مطالعہ میں اس حوالہ سے ممکنہ حل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ جواب میں مدارس میں فیس کی جزوی وصولی کو ایک ممکنہ حل کے طور پر پیش کیا گیا۔ جن شرکاء کی طرف سے اسے ممکنہ حل کے طور پر پیش کیا گیا، ان کا خیال یہ تھا کہ مدارس میں پڑھنے والے سارے طلبہ مالی طور پر کمزور پس منظر کے حامل نہیں ہوتے بلکہ طلبہ کا ایک قابل ذکر تناسب ایسا بھی ہوتا ہے جن کے لئے فیس ادا کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ پس بنیادی طور پر تو مدارس کی تعلیم بغیر کسی فیس کے ہی جاری رہنی چاہئے البتہ جن کے لئے فیس کی ادائیگی ممکن ہے ان طلبہ کو فیس ادا کرنی چاہئے تاکہ مدارس کے مالی مسائل میں کچھ کمی واقع ہو۔

چند شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ مدارس کو اپنے فضلاء کے حوالہ سے فکر مند ہونا چاہئے کہ کیا وہ واقعی زمانے کی ضروریات کے مطابق فضلاء تیار کر رہے ہیں؟ اگر مدارس واقعتاً آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق مفید فضلاء تیار کرنے میں کامیاب ہوں گے تو انہیں مالی تعاون حاصل کرنے میں بھی آسانی ہو گی ورنہ صرف فیس کی وصولی زیادہ دیرپا حل ثابت نہیں ہو گا۔

چند شرکاء نے اس مسئلہ کے حل کے لئے مدارس کی طرف سے وقف کی طرف جانے کی تجویز دی نیز اپنے پاس موجود ضرورت سے زائد زمین کو کرایہ پر دینے کا بھی مشورہ دیا گیا۔ جب کہ بعض شرکاء نے یہ تجویز دی کہ مدارس کے پاس اگر کسی وقت ضرورت سے زائد آمدن ہو جائے تو انہیں اس زائد از ضرورت آمدن کو سرمایہ کاری میں لگا دینا چاہئے تاکہ اس سے منافع حاصل کیا جا سکے اور مالی مشکلات میں کچھ کمی کی جا سکے۔

نتائج بحث

مذکورہ بالا تحقیق کا حاصل درج ذیل نکات کی صورت بیان کیا جا سکتا ہے:

- وفاق المدارس سے ملحق درس نظامی کے مدارس میں سے اکثریت کے ذرائع آمدن میں عوامی چندہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔
- چند مدارس عوامی چندہ کے علاوہ دیگر ذرائع آمدنی بھی رکھتے ہیں مثلاً وقف زمینوں کا کرایہ، سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والا منافع یا طلبہ سے وصول کی جانے والی فیس۔
- عوامی چندہ وصول کرنے کے مختلف انداز مدارس میں رائج ہیں جن میں چندہ باکس کے ذریعہ وصولی، سفراء کے ذریعہ وصولی، رمضان المبارک یا عیدین کے موقع پر کسی وصولی مہم کا اہتمام وغیرہ۔
- سفراء کے ذریعہ جن مدارس میں وصولی کی جاتی ہے وہاں سفراء کے تمام سفری اخراجات مدارس کے ذمہ ہوتے ہیں البتہ انہیں کسی قسم کا کمیشن نہیں دیا جاتا۔
- مدارس کے بڑے اخراجات میں طلبہ کا طعام و قیام اور اساتذہ کی تنخواہیں، تعمیری و مرمتی کام اور یوٹیلٹی بل شامل ہیں۔
- مدارس میں عموماً سال کے آغاز پر سالانہ بجٹ کا تخمینہ لگانے کا باقاعدہ اہتمام کم ہی ہوتا ہے۔
- بعض مدارس اس بات کا اہتمام کرتے ہیں کہ اپنی سالانہ کارکردگی اپنے معاونین کے سامنے لائیں جب کہ دیگر مدارس اس کا اہتمام نہیں کرتے۔

- مدارس کو بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے مالی مشکلات میں اضافہ کا سامنا ہے۔ نیز بعض مدارس بدلتی ہوئی حکومتی پالیسیوں سے بھی مشکل محسوس کرتے ہیں۔
- ذرائع آمدن کے حوالہ سے درپیش مشکلات کو کم کرنے کا ایک ممکن حل فیس کی وصولی ہے۔ نیز سرمایہ کاری سے منافع حاصل کرنا اور اپنی ضرورت سے زائد زمینوں وغیرہ کو کرایہ پر دے کر بھی مالی مشکلات کو کم کرنے میں مدد لی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے فضلاء کو بہتر اور معاشرے کے لئے زیادہ مفید بنانا بھی ضروری ہے۔

یہ نتائج وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ذمہ داران کو مدارس کی مالی مشکلات کے حل کے لئے کوئی پالیسی وضع کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔ نیز مدارس کے منتظمین اپنی انفرادی حیثیت میں اپنے اپنے اداروں کی حد تک اس تحقیقی مطالعہ کے نتائج سے مدد لے سکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 شبلی نعمانی، علامہ، **الفاروق**، (کراچی: دارالاشاعت، 1991ء)، ص 1۔

2 رضوی، سید محبوب، **تاریخ دارالعلوم دیوبند**، (دیوبند: ادارہ اہتمام دارالعلوم دیوبند، 1992ء)، 1/3۔

3 https://www.wifaqulmadaris.org./, Retrived on 15 March, 2024.

4 رضوی، **تاریخ دارالعلوم دیوبند**، 1/3۔

5 المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، **کتاب المواعظ والاعتبار**، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2002ء)، 2/41۔

6 برنی، ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**، (علی گڑھ: سرسید اکیڈمی، 2005ء)، ص 56۔

7 فرشتہ، محمد قاسم، **تاریخ فرشتہ**، (لاہور: المیزان ناشران وتاجران کتب، 2008ء)، ص 22۔

8 برنی، **تاریخ فیروز شاہی**، ص 60۔

9 فرشتہ، **تاریخ فرشتہ**، ص 30۔

10 رضوی، **تاریخ دارالعلوم دیوبند**، 1/33۔

11 ایضاً۔

12 عباسی، ابن الحسن، **وفاق المدارس العربیہ پاکستان: ساٹھ سالہ تاریخ**، (ملتان: مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ، 2017ء)، ص 45۔

13 https://www.wifaqulmadaris.org./, Retrived on 15 March, 2024.

14 قاسمی، اکرام اللہ جان، **تاریخ میں دینی مدارس کی ابتداء اور ارتقاء**، (دیوبند: ماہنامہ دارالعلوم، 2005ء، شمارہ 4)، ص 89۔

15 Qadri, Hussain Mohi-ud-Din .2018 "**Foreign, Political and Financial Influences on Religious Extremism: A Study of Madrassas** ". *Counter Terrorist Trends and Analyses*) International Centre for Political Violence and Terrorism Research 10 (04), P. 5-11.